اسلام کی حقیقت

اور

سنت و بدعت کی وضاحت

- سنت پر چلنے کے فضائل احادیث کی روشنی میں
- تارکِ سنت و بدعتی کی مذمت
- کرنے اور نہ کرنے کے کاموں کی تین صورتیں
- محرم کی حلیم کی اور ربیع الاول کے حلوے
- ماہِ صفر اور غلط عقائد و نظریات
- میلاد اور سیرت میں فرق اور محفلِ میلاد کی ابتداء تاریخ
- ماہِ رجب اور کونڈوں کا حکم
- شبِ معراج اور چند غلط نظریات
- ایصالِ ثواب کے لئے مہینہ، دن اور وقت کی تخصیص
- ایصالِ ثواب کی صحیح اور بہترین صورتیں

پسند فرمودہ

حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب

خلیفۂ مجاز

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب

تلمیذ رشید

حضرت اقدس مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی

ناشر

جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اسلام کی حقیقت

اور

سنت و بدعت کی وضاحت

(۱) سنت پر چلنے کے فضائل احادیث کی روشنی میں

(۲) تارکِ سنت و بدعتی کی مذمت

(۳) کرنے اور نہ کرنے کے کاموں کی تین صورتیں

(۴) محرم کی حلیم کی اور ربیع الاول کے حلوے

(۵) ماہِ صفر اور غلط عقائد و نظریات

(۶) میلاد اور سیرت میں فرق اور محفلِ میلاد کی ابتداء تاریخ

(۷) ماہِ رجب اور کونڈوں کا حکم

(۸) شبِ معراج اور چند غلط نظریات

(۹) ایصالِ ثواب کے لئے مہینہ، دن اور وقت کی تخصیص

(۱۰) ایصالِ ثواب کی صحیح اور بہترین صورتیں ؛

فہرست

نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۱	سنت پر چلنے کے فضائل اور تارکِ سنت و بدعتی کے لئے وعیدیں	۱
۲	بدعت کی مذمت حضراتِ صحابہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے	۱۰
۳	سنت و بدعت کا مفہوم	۱۳
۴	دین اسلام کی حقیقت	۱۳
۵	کرنے کے کاموں کی تین صورتیں	۱۳
۶	نہ کرنے کے کاموں کی تین صورتیں	۱۴
۷	(۳) دلائل اور قارئین سے فیصلے کا مطالبہ	۱۶
۸	فیصلہ خود کیجئے	۱۷
۹	ماہِ محرم میں حلیم کھانے کھلانے کا حکم	۱۷
۱۰	ماہِ صفر میں غلط عقائد ونظریات	۲۰
۱۱	ماہِ ربیع الاول میں محفلِ میلاد کا حکم	۲۱
۱۲	محفلِ میلاد اور سیرت میں فرق	۲۳
۱۳	محفلِ میلاد کی تاریخ	۲۴
۱۴	ماہِ رجب کے کونڈوں کا حکم	۲۵
۱۵	۲۷ رجب کا روزہ	۲۶
۱۶	شبِ معراج اور اس سے متعلق چند غلط نظریات	۲۶
۱۷	حلیم اور حلوے وغیرہ طعام کے ایصالِ ثواب کے لئے محرم وربیع الاول کی تخصیص بدعت ہے	۲۸
۱۸	ایصالِ ثواب کی صحیح صورتیں	۲۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اختصار کے ساتھ درج ذیل امور پیش کیے جاتے ہیں، احباب سے گزارش ہے کہ بنگاہِ انصاف ان کو پڑھیے اور عمل کی کوشش کیجیے۔

(۱) سنت پر چلنے کے فضائل اور سنت چھوڑ کر بدعت پر چلنے کی وعیدیں۔

(۲) سنت وبدعت کا مفہوم وتعریف۔

(۳) دلائل وقارئین سے خود فیصلہ کی درخواست۔

(۱) سنت پر چلنے کے فضائل اور تارکِ سنت وبدعتی کے لئے وعیدیں

﴿حدیث نمبر ۱﴾ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد وشر الا مور محدثا تھا وکل بد عۃ ضلالۃ. رواہ مسلم (مشکوۃ، صـ ۲۷ ط: قدیمی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے (ایک خطبہ میں) ارشاد فرمایا ''بعد ازاں جاننا چاہیے بے شک سب سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی بات ہے اور سب سے بہترین راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے اور سب سے بدترین چیز وہ ہے جس کو (دین میں) نیا نکالا گیا ہو، اور ہر بدعت (اپنی طرف سے دین میں پیدا کی ہوئی نئی بات) گمراہی ہے۔

فائدہ : اتنی بہترین سیرت کے اپنانے کا ہم آج عہد کریں اور سچے غلام بنیں۔

﴿حدیث نمبر ۲﴾ وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ ابغض الناس الی اللہ ثلاثۃ ملحد فی الحرم و مبتغ فی الاسلام سنۃ الجاھلیۃ ومطلب دم امرئ مسلم بغیر حق لیھریق دمہ . رواہ البخاری (مشکوۃ صـ ۲۷، ط: قدیمی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض (وہ لوگ جن سے خدا سخت ناراض ہے) تین ہیں:

۱۔حرم میں کجروی کرنے والا ،۲۔ اسلام میں ایامِ جاہلیت کے طریقوں کو ڈھونڈنے والا،۳۔کسی مسلمان کے خونِ ناحق کا طلب گار،تاکہ اس کے خون کو بہائے۔

﴿حدیث نمبر۳﴾ وعن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ كل امتی يدخلون الجنة الا من ابی قيل ومن ابی قال من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی. رواه البخاری (مشكوة ص۲۷،ط:قديمی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی مگر وہ شخص جس نے انکار کیا (اور سرکشی کی وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا) پوچھا گیا''وہ کون شخص ہے جس نے انکار کیا اور سرکشی کی؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا''جس شخص نے میری اطاعت اور فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا اور سرکشی کی۔

فائدہ : سنت پر چلنے میں دخولِ جنت کا وعدہ ہے اور سنت کے خلاف چلنے والے کو ''ابی''(جس نے انکار کیا) میں داخل کرکے جنت سے محرومی کی وعید سنائی گئی ہے،اللہ تعالیٰ سنت پرعمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿حدیث نمبر٤﴾ وعن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ ما من نبی بعثه الله فی امته قبلی الا كان له فی امته حواريون و اصحاب يأ خذون بسنته و يقتدون بامره ثم انها تخلف من بعد هم خلوف يقولون مالا يفعلون ويفعلون مالا يؤمرون فمن جاهدهم بيده فهو مؤمن ومن جاهدهم بلسانه فهو مؤمن ومن جاهدهم بقلبه فهو مؤمن وليس ورآء ذلک من الايمان حبة خردل. رواه مسلم.

(مشكوة ،ص۲۸، ۲۹،ط:قديمی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا''مجھ سے پہلے کسی قوم میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کے مددگار اور دوست اسی قوم سے نہ ہوں

جواس (نبی) کے طریقے کواختیار کرتے اوراسکے احکام کی پیروی کرتے پھران (دوست اور مددگار) کے بعد ایسے ناخلف (نالائق) لوگ پیدا ہوتے جولوگوں سے ایسی بات کہتے جس کو خود نہ کرتے اور وہ کام کرتے جن کا انہیں حکم نہیں ملا تھا (جیسے کہ علماء سوء اور جاہل امراء و سرداروں کا طریقہ ہے) لہٰذا (تم میں سے) جو شخص ان لوگوں سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ بھی مؤمن ہے اور جو شخص ان لوگوں سے اپنی زبان سے جہاد کرے وہ مؤمن ہے اور جو شخص ان لوگوں سے اپنے دل سے جہاد کرے وہ بھی مؤمن ہے اور اسکے علاوہ (جو شخص ان کے خلاف اتنا بھی نہ کرسکے اُس) میں رائی برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

فائدہ : نافرمانوں اور بدعتیوں سے جہاد اوران پر انکار کرنے کو مؤمن کی علامت کہا گیا ہے اور سنت پر چلنے والوں کو حواریین اور مددگار کہا گیا ہے، کتنے خوش نصیب ہیں وہ جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کی مدد اور کام کے لئے چنے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے ہی خوش نصیب بنائیں۔

﴿حدیث نمبر۵﴾ **عن العرباض رضی اللہ تعالیٰ عنه قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ ذات یوم ثم اقبل علینا بوجھه فوعظنا موعظة بلیغة ذرفت منھا العیون ووجلت منھا القلوب فقال رجل یا رسول اللہ کان ھذہ موعظة مودع فاوصنا فقال اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعة وان کان عبدا حبشیا فانه من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرًا فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ وایا کم و محدثات الامور فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة. رواہ احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجه الا انھما لم یذکر الصلوۃ، مشکوۃ صـ ۲۹، ۳۰، ط: قدیمی)**

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوکر بیٹھ گئے اور ہم کو نہایت مؤثر انداز میں نصیحت کی کہ ہماری آنکھوں

سے آنسو جاری ہوگئے اور دلوں میں خوف پیدا ہوگیا۔ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) گویا (نصیحت کرنے والے کی) یہ آخری نصیحت ہے لہٰذا ہم کو نصیحت فرما دیجیے،آپ ﷺ نے فرمایا ''میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو،اورتم کو مسلمان سرداروں کے) سننے اور بجالانے کی نصیحت کرتا ہوں اگر چہ وہ (سردار) حبشی غلام ہوں،تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ اختلاف بھی دیکھے گا ایسی حالت میں تم پر لازم ہے کہ میرے اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو لازم جانو اور اسی طریقے پر بھروسہ رکھو اور اسکو دانتوں سے مضبوط پکڑے رہو اور تم (دین میں) نئی نئی باتیں پیدا کرنے سے بچو اس لئے کہ ہرنئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (احمد،ابوداؤد،ترمذی،ابن ماجہ،مگر اس روایت میں ترمذی اور ابن ماجہ نے نماز پڑھنے کا ذکر نہیں کیا یعنی ان کی روایت میں حدیث کے الفاظ صلی بنا رسول اللہ ﷺ مذکور نہیں ہیں بلکہ حدیث وعظنا موعظۃ سے شروع ہوتی ہے)۔

فائدہ: سیدھا راستہ سنت کا راستہ ہے نہ کہ بدعات کا راستہ،اور یہ وہ راستہ ہے جس پر خیر القرون کی اکثریت چلی ہے۔بدعات کا راستہ گمراہی اور بربادی کا راستہ ہے۔

﴿حدیث نمبر ٦﴾ وعن عبد الله بن عمر وقال قال رسول الله ﷺ لا یومن احدکم حتی یکون هواه تبعالما جئت به. رواه فی شرح السنة وقال النووی رحمه الله تعالی فی اربعینه هذا حدیث صحیح رویناه فی کتاب الحجة باسناد صحیح. مشکوة ص ۳۰،ط:قدیمی)

عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک پورا مؤمن نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی خواہشات اس چیز (یعنی دین و شریعت) کے تابع نہیں ہوتیں جس کو میں (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) لایا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث میں کس وضاحت سے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ہم اس وقت مؤمن

بنیں گے جب ہماری خواہشات آپ ﷺ کی شریعت کے تابع ہو جائیں......

میرے پیارے دوستو! آیئے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ہم مہینوں اور ایام کو منائیں۔شریعت کے دائرے سے نکل کرمنانے والا انتہائی نقصان میں ہے۔

﴿حدیث نمبر ۷﴾ وعن بلال بن الحارث المزنی قال قال رسول الله ﷺ من احیا سنة من سنتی قد امیتت بعدی فان له من الاجر مثل اجور من عمل بها من غیر ان ینقص من اجورهم شیئا ومن ابتدع بدعة ضلالة لا یرضاها الله و رسوله کان علیه من الاثم مثل اٰثام من عمل بها لا ینقص ذلک من اوزارهم شیئا.رواه الترمذی ورواه ابن ماجة عن کثیر بن عبد الله بن عمر و عن ابیه عن جده.

(مشکوۃ ص ۳۰،ط:قدیمی)

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ، راوی ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس شخص نے میری کسی ایسی سنت کو زندہ کیا (یعنی رائج کیا) جو میرے بعد چھوڑ دی گئی ہو تو اسکو اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ اس سنت پر عمل کرنے والوں کو ملے گا، بغیر اس کے کہ ان (سنت پر عمل کرنے والوں) کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے گی۔اور جس شخص نے گمراہی کی ایسی کوئی نئی بات (بدعت) نکالی جس سے اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول ﷺ خوش نہیں ہوتا (تو) اسکو اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا کہ اس بدعت پر عمل کرنے والوں کو گناہ ہوگا، بغیر اسکے کہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی کی جائے۔

فائدہ: ماشاء اللہ تعالیٰ سنت زندہ کرنے سے کتنا بڑا اجر ملتا ہے کہ بعد میں اس پر چلنے والوں کا اجر بھی ہمارے کھاتے میں ڈالا جائے گا۔اور بدعت کیسی نحوست ہے کہ اس کے ایجاد کرنے والے پر ان تمام لوگوں کا گناہ بھی پڑے گا جو اس کے بعد اُس بدعت پر عمل کرتے رہیں گے۔

﴿حدیث نمبر ۸﴾ وعن انس قال قال رسول الله ﷺ یابنی ان قدرت ان تصبح

وتمسی ولیس فی قلبک غش لا حد فا فعل ثم قال یا بنی وذٰلک من سنتی ومن احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنة.رواه الترمذی(مشکوة ص۳۰،ط:قدیمی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا ''اے میرے بیٹے! اگر تم اس پر قدرت رکھتے ہو کہ صبح سے شام تک اس حال میں بسر کرو کہ تمہارے دل میں کسی سے کینہ نہ ہو تو ایسا ہی کرو'' پھر فرمایا ''اے میرے بیٹے! یہ میری سنت ہے، لہٰذا جس شخص نے میری سنت کو محبوب رکھا اس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔''

فائدہ: کتنا مبارک اعلان ہے...... بزبانِ رسالت...... کہ سنت سے محبت کو اپنی محبت بتا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا...... واہ......سنت کا عاشق اور بدعت کا دشمن کتنا خوش نصیب ہے کہ جنت میں آپ ﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا۔

﴿حدیث نمبر۹﴾ وعن غضیف بن الحارث الثمالی قال قال رسول الله ﷺ ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسک بسنة خیر من احداث بدعة.رواه احمد،مشکوة ص۳۱،ط:قدیمی)

حضرت غضیف بن حارث ثمالی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب کوئی قوم (دین میں) نئی بات نکالتی ہے (یعنی ایسی بدعت جو سنت کے مزاحم ہو) تو اسکے مثل ایک سنت اٹھالی جاتی ہے لہٰذا سنت کو مضبوط پکڑنا نئی بات نکالنے (یعنی بدعت) سے بہتر ہے۔

فائدہ : سنت وبدعت ایک دوسرے کی ضد ہیں، جو سنت پر چلے گا، بدعت سے بچے گا اور جو بدعت اختیار کرے گا وہ سنت سے محروم ہو جائے گا۔

﴿حدیث نمبر۱۰﴾ وعن ابراهیم بن میسرة قال قال رسول الله ﷺ من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام. رواه البیهقی فی شعب الایمان

مرسلا.(مشکوۃ صـ ۳۱،ط:قدیمی)

ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس شخص نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کے(ستون کو) گرادینے میں اس کی مدد کی''۔

فائدہ: دوستو! کتنی بڑی وعید ہے کہ جو بدعتی کی تعظیم کرتا ہے،اسکو سلام کرتا ہے،وہ بھی مجرم ہے کیونکہ اس نے بدعتی کے ساتھ اپنے پیارے نبی ﷺ کی سنت کے ختم کرنے میں مدد کی ہے۔

﴿حدیث نمبر ۱۱﴾ وعن جابر ان عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه اتی رسول الله ﷺ بنسخة من التوراة فقال یا رسول الله هذ ه نسخة من التوراة فسکت فجعل یقرأ ووجه رسول الله ﷺ یتغیر فقال ابو بکر رضی الله تعالیٰ عنه ثکلتک الثواکل ا ما تریٰ مابوجه رسول الله ﷺفنظر عمر الیٰ وجه رسول الله ﷺ فقال اعوذ بالله من غضب الله وغضب رسوله رضینا بالله ربا وبالا سلام دینا وبمحمد نبیاً فقال رسول الله ﷺ والذی نفس محمد بیده لو بدالکم موسیٰ فاتبعتموه وترکتمونی لضللتم عن سوآء السبیل ولو کان حیاً وادرک نبوتی لاتبعنی.رواه الدارمی(مشکوۃ صـ ۳۲،ط:قدیمی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے پاس تورات کا ایک نسخہ لائے اور عرض کیا ''یا رسول اللہ! یہ تورات کا نسخہ ہے'' آنحضرت ﷺ خاموش رہے۔پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (تورات کو) پڑھنا شروع کردیا۔اِدھر (غصہ سے) آنحضرت ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا (یہ دیکھ کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''عمر! گم کرنے والیاں تمھیں گم کریں۔کیا تم آپ ﷺ کے چہرہ اقدس (کے تغیر) کو نہیں دیکھتے'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے چہرہ منور کی طرف نظر ڈالی اور (غصہ کے آثار کو دیکھ کر) کہا ''میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور اسکے رسول ﷺ کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر،اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی

ہوں'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''قسم ہے اس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر موسیٰ تمھارے درمیان ظاہر ہوتے پھرتم ان کی پیروی کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے (جس کے نتیجے میں) تم سیدھے راستہ سے بھٹک کر گمراہ ہوجاتے اور (حالانکہ) اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میرا زمانۂ نبوت پاتے تو وہ (بھی) یقیناً میری (ہی) پیروی کرتے''۔

فائدہ: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سنت کے خلاف اپنے زمانہ کے صحیح دین پر اب چلنا جائز نہیں، تو ہمارے لئے یہود، نصاریٰ اور ہندوؤں کی رسوم پر چلنے کی کیوں کر اجازت ہو سکتی ہے؟ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ نے گوارا نہ کیا بلکہ غضب ناک ہوئے تو ہمارا کیا منہ ہے کہ سنت چھوڑ کر بدعت کا ارتکاب بھی کرتے رہیں اور پیارے رسول ﷺ کا پیار اور سفارش بھی ملے۔ دوستو! بدعات سے توبہ کرنی چاہیے۔

﴿حدیث نمبر ۱۲﴾ **وعن جابر قال جآءت ملآئكة الى النبی ﷺ وهو نآئم فقالوا ان لصاحبكم هذا مثلا فاضربوا له مثلا قال بعضهم انه نآئم وقال بعضهم ان العين نآئمة و القلب يقظان فقالوا مثله كمثل رجل بنى دارا وجعل فيها مأ دبة وبعث داعيا فمن اجاب الداعی دخل الدار واكل من المأ دبة ومن لم يجب الداعی لم يدخل الدار ولم يأ كل من المأ دبة فقالوا اولوها له يفقهها قال بعضهم انه نآئم وقال بعضهم ان العين نآئمة والقلب يقظان فقالو الدار الجنة والداعی محمد فمن اطاع محمدا فقد اطاع الله ومن عصى محمدا فقد عصى الله ومحمد فرق بين الناس. رواه البخاری (مشكوة صـ ۲۷، ط: قديمی)**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (کچھ) فرشتے آنحضرت ﷺ کے پاس اس وقت آئے جب کہ آپ ﷺ سورہے تھے، فرشتوں نے آپس میں کہا۔ تمھارے اس دوست یعنی آپ ﷺ کے متعلق ایک مثال ہے اس کو ان کے سامنے بیان کرو دوسرے فرشتوں نے کہا۔ وہ تو سوئے ہیں (لہٰذا بیان کرنے سے کیا فائدہ) ان میں سے بعض نے کہا۔ ''بے شک آنکھیں سورہی ہیں

مگر دل تو جاگتا ہے'' پھراس نے کہا''ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے گھر بنایا اور لوگوں کے کھانا کھانے کے لئے دستر خوان چنا اور پھر لوگوں کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا لہٰذا جس نے بلانے والے کی بات کو مان لیا وہ گھر میں داخل ہوگا اور کھانے کھائے گا اور جس نے بلانے والے کی بات کو قبول نہ کیا وہ نہ گھر میں داخل ہوگا اور نہ کھانا کھائے گا''، یہ سن کر فرشتوں نے آپس میں کہا۔''اس کو (وضاحت کے ساتھ) بیان کرو تا کہ یہ اسے سمجھ لیں''بعض فرشتوں نے کہا (بیان کرنے سے کیا فائدہ کیوں کہ) وہ تو سوئے ہیں۔'' دوسروں نے کہا''بے شک آنکھیں سورہی ہیں لیکن دل تو جاگتا ہے'' اور پھر کہا''گھر سے مراد تو جنت ہے اور بلانے والے سے مراد محمد ﷺ ہیں جس نے محمد ﷺ کی فرمانبرداری کی اس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور محمد ﷺ لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔ بخاری۔

فائدہ : دیکھیے برادرانِ ما! آپ ﷺ کی سنت کی اہمیت مثال دے کر سمجھائی گئی ہے ......اگر سنت پر چلو گے...... جنت میں داخل ہوجاؤ گے، ورنہ محروم ہی محروم رہو گے۔

﴿حدیث نمبر۱۳﴾ وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ مثلی کمثل رجل استوقد نارا فلما اضآء ت ماحولھا جعل الفراش وھذہ الدواب التی تقع فی النار یقعن فیھا وجعل یحجز ھن ویغلبنہ فیتقحمن فیھا فانا اٰخذ بحجزکم عن النار وانتم تقحمون فیھا. ھذہ روایۃ البخاری ولمسلم نحو ھا وقال فی اٰخرھا قال فذٰلک مثلی ومثلکم انا اٰخذ بحجزکم عن النار ھلم عن النار ھلم عن النار فتغلبونّی تقحمون فیھا. متفق علیہ. (مشکوۃ صہ ۲۸ ط:قدیمی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا''میری مثال اس شخص کی مانند ہے جس نے آگ روشن کی چنانچہ جب آگ نے چاروں طرف روشنی پھیلا دی تو پروانے اور دوسرے وہ جانور جو آگ میں گرتے ہیں آ آ کر آگ میں گرنے لگے روشن

کرنے والے شخص نے ان کو روکنا شروع کیا لیکن وہ (نہیں روکتے بلکہ ان کی کوششوں پر) غالب رہتے ہیں اور آگ میں گر پڑتے ہیں اسی طرح میں بھی تمھاری کمریں پکڑ کر تمھیں آگ میں گرنے سے روکتا ہوں اور تم آگ میں گرتے ہو۔'' یہ روایت بخاری کی ہے اور مسلم میں بھی ایسی ہی روایت ہے البتہ مسلم کی روایت کے آخری الفاظ یہ ہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ بالکل ایسی ہی مثال میری اور تمہاری ہے اور میں تمہاری کمریں پکڑے ہوں کہ تمھیں آگ سے بچاؤں اور یہ کہتا ہوں کہ دوزخ سے بچو میری طرف آؤ، دوزخ سے بچو میری طرف آؤ لیکن مجھ پر تم غالب آتے ہو اور آگ میں گر پڑتے ہو۔

فائدہ: عزیزانِ ما! آپ ﷺ ہمارے کتنے بڑے خیر خواہ ہیں، مثال دے کر سمجھاتے گئے ہیں۔ آیئے ہم بھی سچے عاشقِ رسول ﷺ بن کر سنت پر مر مٹنے والے بنیں، اور بدعات و رسومات کی دلدل سے اپنے کو دور رکھیں۔

﴿حدیث نمبر ۱۴﴾ **عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد. متفق علیه (مشکوۃ ص ۲۷ ط: قدیمی)**

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

فائدہ: چونکہ اسلام کامل اور مکمل ضابطۂ حیات ہے، لہٰذا جو اپنی طرف سے اضافہ کرے گا وہ مردود ہوگا، اور اس پر عمل کرنے والا اور گھڑنے والا دونوں مردود بن جائیں گے۔ اللھم احفظنا منها

بدعت کی مذمت حضراتِ صحابہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے

حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کا ارشاد: ہلال بن یساف کہتے ہیں کہ ہم سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے'' **فعطس رجل من القوم** '' تو قوم میں سے ایک شخص نے چھینک ماری'' **فقال السلام علیکم** '' اور کہا السلام علیکم'' **فقال له سالم وعلیک وعلی**

امک ''حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم پر اور تمہاری ماں پر بھی سلام ہو، اس جملہ سے وہ شخص ناراض ہوگیا، حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے کہا ''اما انی لم اقل الا ما قال النبی ﷺ'' بہرحال میں نے صرف وہی کچھ کہا ہے جو جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے...... ''اذ عطس رجل عند النبی ﷺ فقال السلام علیکم فقال النبی ﷺ علیک وعلی امک'' جب ایک شخص نے آپ ﷺ کے پاس چھینک ماری اور کہا السلام علیکم تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم پر اور تیری ماں پر ''اذا عطس احد کم فلیقل الحمدللہ رب العالمین'' جب تم میں سے کوئی چھینک مارے تو کہے ''الحمد للہ رب العالمین'' اور جو اسکو سن کر جواب دے، وہ کہے ''یر حمک اللہ'' اور یہ پھر اسکے جواب میں کہے ''یغفر اللہ لی ولکم''۔رواہ الترمذی وابو داؤد. (مشکوۃ صفحہ ۴۰۶، ط: قدیمی)

فائدہ نمبر ۱ : سنت کو چھوڑ کر بدعت کے مرتکب پر کس شدت سے رد فرمایا۔

فائدہ نمبر ۲ : چھینکنے والا کیا کہے...... الحمد للہ رب العالمین کہے یا الحمدللہ علی کل حال کہے، یا صرف الحمد للہ کہے...... یہ سب ثابت ہیں...... اور جواب دینے والا یرحمک اللہ کہے اور یہ پھر اسکے جواب میں یغفر اللہ لی ولکم کہے...... یا...... یھدیکم اللہ و یصلح بالکم کہے، دونوں ثابت ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بدعت پر انکار : ایک شخص نے عید کے دن عید کی نماز سے پہلے نفل نماز پڑھنا چاہی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسکو منع کیا۔ اس نے کہا ''یا امیر المؤمنین انی اعلم ان اللہ تعالی لا یعذب علی الصلاۃ'' اے امیر المؤمنین میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نماز پڑھنے پر سزا نہ دے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''وانی اعلم ان اللہ تعالیٰ لا یثیب علی فعل حتی یفعلہ رسول اللہ ﷺ او یحث علیہ'' اور میں بالیقین جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کسی فعل پر ثواب نہ دے گا جب تک کہ اس فعل کو جناب رسول ﷺ نے

کیا نہ ہو یا اس کی ترغیب نہ دی ہو ”فتکون صلاتک عبثاً“ پس تیری یہ نماز عبث ہو گئی ”والعبث حرام“ اور فعل عبث حرام ہے ”فلعله تعالی یعذبک به لمخالفتک لرسوله ﷺ“ اور شاید کہ تجھے اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے سزا دے۔

(شرح مجمع البحرین، الجنۃ ۱۶۵، نظم البیان صفحہ ۷۳، بحوالہ المنہاج ۱۳۹)

فائدہ : کیا آج کل کھانے پینے اور دوسرے امور سے متعلق جو بدعات ہو رہی ہیں یہ آپ ﷺ سے ثابت ہیں؟......نہیں، بلکہ یہ بھی عبث، ناجائز اور مخالفتِ رسول ﷺ کی وجہ سے قابلِ مؤاخذہ وسزا ہے۔

حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : ایک شخص عصر کی نماز کے بعد اکثر دو رکعتیں پڑھا کرتا تھا، اس نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا ”یا ابا محمد ایعذبنی الله علی الصلاة؟“ اے ابو محمد! کیا مجھے اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے کی وجہ سے سزا دے گا؟ ”قال لا“ فرمایا نہیں، ”ولکن یعذبک بخلاف السنة“ لیکن تجھے اللہ تعالیٰ سنت کی مخالفت کی وجہ سے ضرور سزا دے گا۔

فائدہ: دیکھیے! نماز اچھی چیز ہے، اسی طرح صدقات، خیرات سب اعمالِ خیر ہیں لیکن اگر سنت کی خلاف ورزی ہو گئی تو پھر ان پر بھی سزا ملے گی۔

امام دار الہجرۃ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : فرماتے ہیں: ”من ابتدع فی الاسلام بدعة یراها حسنة“ جس نے اسلام میں کوئی بدعت نکالی جس کو وہ اچھا سمجھتا ہے ”فقد زعم ان محمداً ﷺ خان الرسالة لأن الله تعالیٰ یقول الیوم اکملت لکم دینکم الایة فمالم یکن یومئذ دینا فلا یکون الیوم دیناً“ تو گویا اس نے یہ گمان کیا کہ حضرت محمد ﷺ نے ادائیگی رسالت میں خیانت کی، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آج کے دن میں نے تمھارے لئے تمھارے دین کو مکمل کر دیا......الایۃ......پس جو چیز اس

وقت دین نہ تھی آج بھی ہرگز دین نہیں ہوسکتی۔ (کتاب الاعتصام ۱/ ۴۷، جلد ۲/ ۱۵۰، للشاطبی بحوالہ المنہاج الواضح صفحہ ۱۶)

(۲) سنت وبدعت کا مفہوم

جو عمل آپ ﷺ یا خلفائے راشدین وصحابہ رضی اللہ عنہم یا تابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے قول یا فعل یا تقریر سے ثابت ہے وہ سنت......اور جو ثابت نہیں وہ بدعت وگمراہی......

دینِ اسلام کی حقیقت

وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا واتقو اللہ ان اللہ شدید العقاب. [الحشر : ۷]

دین اسلام کی حقیقت دو چیزیں ہیں۔

(۱) آپ ﷺ نے جو کرنے کے کام دیئے ہیں وہ کیے جائیں۔

(۲) جو نہ کرنے کے کام دیے وہ چھوڑے جائیں۔

ان دو کے خلاف کرنا اسلام کا راستہ نہیں بلکہ بدعت وگمراہی ہے۔

برادرانِ محترم! آپ ﷺ نے جو کرنے یا نہ کرنے کے کام بتلائے ہیں، ہر ایک کی تین تین صورتیں ہیں۔

کرنے کے کاموں کی تین صورتیں

(۱) زبان وقول سے بتلائے : جیسے ابواُسَید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہوتو یہ دعا پڑھے **اللھم افتح لی ابواب رحمتک** اور جب نکلے تو پڑھے **اللھم انی اسئلک من فضلک**۔ مسلم۔

(مشکوۃ ص ۲۸، ط: قدیمی)۔

اس حدیث میں قول وزبان سے یہ دعائیں بتلائیں کہ ان کو پڑھا کرو یہ کرنے کے کام ہیں۔

(۲) عمل سے بتلائے : جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے وضوء کیا

پس ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر چہرے کو تین مرتبہ دھویا پھر دائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا پھر بائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین مرتبہ دھویا الخ، بخاری مسلم۔

(مشکوۃ ۳۹، ط: قدیمی)

اس حدیث میں آپ ﷺ کے عمل کا بیان ہے کہ وضوء میں یہ اعضاء تین مرتبہ دھویا کرتے تھے، گویا عمل کے ذریعے بتلایا کہ تین تین بار دھونا سنت ہے اور کرنے کا کام ہے۔

(۳) تقریر سے بتلائے: یعنی کوئی صحابی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سامنے کوئی کام کرے اور آپ ﷺ اس پر خاموش رہیں اس کو تقریر کہتے ہیں اور یہ اس کام کے جائز اور اچھے ہونے کی دلیل ہے۔ اگر ناجائز ہوتا تو آپ ﷺ خاموش نہ رہتے بلکہ ضرور منع فرماتے...... جیسے رفاعۃ بن رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھا کر **سمع اللہ لمن حمدہ** پڑھا تو ایک شخص نے کہا "**ربنا ولک الحمد حمداً کثیرا طیبا مبارکا فیہ**" نماز کے بعد آپ ﷺ نے (اس کو ان کلمات کے پڑھنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ) فرمایا کہ تیس سے زائد فرشتے ان کے لکھنے میں ایک دوسرے سے سبقت کر رہے تھے۔ بخاری (مشکوۃ ص ۸۲، ط: قدیمی)

اس حدیث میں ان کلمات کی تعلیم قول یا فعل سے آپ ﷺ نے نہیں دی بلکہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی طرف سے یہ کلمات پڑھ لیے، آپ ﷺ نے سن لیے لیکن منع نہیں فرمایا بلکہ توصیف فرمائی، پتہ چل گیا کہ یہ بھی جائز، مستحب اور کرنے کا کام ہے۔ کبھی کبھی اس کو بھی پڑھنا چاہیے خصوصاً نوافل اور سنن میں اس دعا کا معمول بنانا چاہیے۔

نہ کرنے کے کاموں کی تین صورتیں

(۱) زبان و قول سے منع فرمائیں: جیسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کے لیے قبرستان جاتی ہیں اور ان

مردوں پر جو قبروں کو مسجدیں بناتے ہیں اور قبروں پر چراغاں کرتے ہیں، ابوداؤد، ترمذی، نسائی۔

(مشکوۃ ص ۷۱، ط: قدیمی)

اس حدیث سے پتہ چلا کہ عورتوں کا قبرستان جانا، چراغاں کرنا، ناجائز اور نہ کرنے کے کام ہیں۔

(۲) تقریر سے منع فرمائیں: یعنی کسی نے کوئی کام کیا اور آپ ﷺ نے دیکھا اور منع فرمایا جیسے حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ رکوع میں تھے چنانچہ صف میں ملنے سے قبل ہی وہ (تکبیر اول کہہ کر) رکوع میں چلے گئے، آپ ﷺ نے (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے نیکی پر اور حریص کرے (لیکن آپ) پھر ایسا نہ کرنا۔ (بخاری ۱۰۸، ط: قدیمی)

اس حدیث میں جب حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ کا عمل سامنے آیا تو آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ آئندہ ایسے نہ کرنا یعنی صف میں ملنے سے پہلے تکبیر کہہ کر نماز شروع نہ کرنا بلکہ صف میں ملنے کے بعد شروع کرنا، پتہ چل گیا کہ اگلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود، پچھلی صفوں میں کھڑا ہونا ممنوع، ناجائز اور نہ کرنے کا کام ہے۔

(۳) عمل نہ کر کے منع کیا: یعنی جس کام کے کرنے کا موقع تھا اور کرنے سے کوئی مانع نہ تھا، پھر بھی آپ ﷺ نے وہ کام نہ کیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کام نہ کرنے کا ہے اور ممنوع و ناجائز ہے جیسے عید کے دن نمازِ عید سے پہلے نفل پڑھنا ممنوع ہے کیونکہ آپ ﷺ نے نہیں پڑھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو عید سے پہلے نفل پڑھنے سے یہ کہہ کر منع فرمایا کہ آپ ﷺ نے نہیں پڑھے، اگر اچھا کام ہوتا تو ایک آدھ بار ضرور پڑھتے۔

لمحۂ فکریہ: آج کل کہا جاتا ہے کہ اذان سے قبل صلوۃ وسلام پڑھنے، قبر پر اذان دینے، ماہ محرم میں حلیم پکانے، ربیع الاول میں میلاد منانے، حلوہ پکانے، مردے کے پیچھے

تیجہ، جمعراتی، چہلم، جنازہ کے ساتھ جہراً کلمہ شہادت پڑھنا، سنن اور نوافل کے بعد اجتماعی دعا کرنے، مروجہ حیلہ اسقاط کرنے، میت کے سینے پر کلمہ شہادت لکھنے، نمازِ عید اور دوسری پنج وقتہ نمازوں کے بعد مصافحہ و معانقہ کرنے، قبر میں کیوڑہ چھڑکنے، قبروں اور مزاروں پر پھول اور چادر چڑھانے، تراویح میں ختم قرآن کریم پر مٹھائی تقسیم کرنے پر التزام کرنے، اذان و اقامت پر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے، گیارہویں منانے، میلاد میں قیام کرنے، جنازہ کے بعد دعا کرنے، قبروں کو بوسہ دینے اور ان کی مٹی چاٹنے اور ان کے پتھروں کو جسم پر لگانے پھرانے وغیرہ کی ممانعت اور ناجائز ہونے کی دلیل کیا ہے؟

قارئینِ کرام! ان تمام امور کی ممانعت اور بدعت ہونے کی دلیل ''صورت نمبر۳'' ہے۔ انصاف سے سوچیے ان تمام کاموں کے کرنے کا موقع آپ ﷺ، حضرات صحابہ، تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم کو ملا تھا یا نہیں؟ ان کے زمانہ میں یہ مہینے آئے تھے یا نہیں؟ لوگ مرتے تھے یا نہیں؟ پنج وقتہ اذانیں ہوتی تھیں یا نہیں؟ جواب ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ تھا اور ان تمام کاموں کا موقع تھا اور کوئی کرنا چاہتا تو رکاوٹ کوئی نہیں تھی، ان سب کچھ کے باوجود جب خیر القرون میں یہ کام نہ دین و اسلام سمجھے گئے، نہ ہوئے تو آج یہ کیسے دین و اسلام بن گئے۔ جب کہ آج ان کاموں کو مسلمان ہونے کی علامت سمجھا جاتا ہے، اور نہ کرنے والوں کو طعن و تشنیع اور ملامت کی جاتی ہے۔ نعوذ بالله من هذه البدعات الشنيعة.

(۳) دلائل اور قارئین سے فیصلے کا مطالبہ

آپ ﷺ نے فرمایا: عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ. رواه احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجه.

(مشکوۃ صفحہ ۳۰، ط: قدیمی)

میرے طریقے کو اور (میرے بعد) ہدایت یافتہ خلفائے راشدین (ابوبکر، عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم) کے

طریقے کو مضبوط، محکم اور لازم پکڑو۔

آپ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ۷۲ فرقے پیدا ہوئے اور میری امت میں ۷۳ فرقے بنیں گے ''کلھم فی النار الا ملة واحده'' سب کے سب جہنم میں جائیں گے سوائے ایک فرقہ کے، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''ما ھی یا رسول الله'' اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ وہ ناجی فرقہ کون سا ہے؟ فرمایا ''ما انا علیه و اصحابی'' نجات پانے والا فرقہ وہ ہے جو اس راستے پر چلے جس پر میں اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چلے ہیں، ترمذی۔

(مشکوۃ صفحہ ۳۰، ط: قدیمی)

آپ ﷺ نے فرمایا: ''خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم'' (بخاری ومسلم) میری امت کے بہترین لوگ میرے دور کے ہیں (یعنی حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم) پھر وہ ہیں جو ان کے بعد متصل آنے والے ہیں (یعنی تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ) پھر وہ ہیں جو ان کے بعد متصل آنے والے ہیں (یعنی تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ)۔

فیصلہ خود کیجیے

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے ادوار اور زمانہ میں ان نفوس قدسیہ نے جو اچھے اور کرنے کے کام تھے اور موقع بھی مل گیا تھا وہ سارے ان حضرات نے کر لیے اور موقع ملنے کے باوجود جو کام نہیں کیے تو سمجھ لیجیے کہ وہ نہ اچھے تھے اور نہ ہی کرنے کے تھے، اس لیے چھوڑ دیے۔

محرم الحرام

حلیم کھانے کھلانے کا حکم

آمدم برسرِ مطلب: مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق اب حلیم کے بارے میں خود فیصلہ کیجیے کہ یہ سنت اور ثواب کا کام ہے یا بدعت، گمراہی اور گناہ کا کام ہے۔

آپ ﷺ ،حضرات خلفائے راشدین ودیگرصحابہ کرام رضی اللہ عنہم اورتابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کی سنت یومِ عاشوراءیعنی دس محرم کوروزہ رکھنا ہے یاحلیم کھانا،کھلانا اوراسکے لیے زبردستی کاچندہ یعنی بھیک مانگنا ہے؟جواب صحیح حدیث سے باحوالہ سنیےاورعمل کیجیے۔

﴿حدیث نمبر ۱﴾حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ:جب آپ ﷺ ہجرت فرماکر مدینہ طیبہ تشریف لے گئےتو دیکھاکہ یہود یومِ عاشورآء کاروزہ رکھے ہوئے ہیں توفرمایاکہ یہ کون سادن ہےجس میں تم روزہ رکھتے ہو؟یہود نے کہا’’**ھذا یوم عظیم**‘‘ یہ بہت عظیم اوربڑادن ہے’’**انجی اللہ فیہ موسیٰ وقومہ وغرق فرعون وقومہ**‘‘اللہ تعالیٰ نےاس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کواوران کی قوم کو(فرعون کےظلم وستم سے)نجات عطافرمائی اورفرعون کواپنی قوم سمیت غرق فرمایا’’**فصامہ موسیٰ شکرا فنحن نصومہ**‘‘حضرت موسیٰ علیہ السلام نےبطورِشکراس دن روزہ رکھاہم بھی ان کی اتباع میں اس دن کاروزہ رکھتے ہیں’’**فقال رسول اللہ ﷺ**‘‘(اس پر)آپ ﷺ نےفرمایا’’**فنحن احق واولی بموسی منکم**‘‘ہم تم سےزیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کےقریب اورحق دارہیں’’**فصامہ رسول اللہ ﷺ وامربصیامہ**‘‘پھرآپ ﷺ نےخود بھی روزہ رکھااور(اپنی امت کوبھی)روزہ رکھنےکاحکم فرمایا،بخاری ومسلم۔

(مشکوۃ ص۱۸۰،ط:قدیمی)

فیصلہ کیجیے :کیااس حدیث میں اس کاذکر ہےکہ یومِ عاشوراءکوحلیم کھاکراورکھلاکرخود بھی روزہ چھوڑواوردوسروں کوبھی چھڑواؤ؟......کیایہ سنت اورحدیث کےخلاف عمل اور مقابلہ نہیں؟......کیاہم مسلمان آپ ﷺ کےمشن کوناکام بنانےکےلیے پیداہوئے ہیں؟......قاعدہ ہےکہ جب بدعت آتی ہےتو سنت اٹھ جاتی ہے،دس محرم کوحلیم کھانے ،کھلانےمیں لگ گئے،سنت جوروزہ تھااٹھ گیا......آیئےمسلمان بھائیو!آپ ﷺ کی سنت

اور مشن کو روزہ رکھ کر اور رکھوا کر وفادار امتی ہونے کا ثبوت دیجیے اور حلیم جیسی بدعات سے اجتناب کا عہد کر کے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ کو خوش کیجیے۔

﴿حدیث نمبر ۲﴾ عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم وافضل الصلوة بعد الفريضة صلوٰة الليل، رواه مسلم.

(مشكوة صـ ۱۷۸، ط: قديمى)

آپ ﷺ نے (اپنی امت کو روزہ رکھنے کی ترغیب دیتے ہوئے) فرمایا: رمضان کے بعد سب سے افضل روزہ اللہ تعالیٰ کے مہینے محرم (کی دس تاریخ) کا روزہ ہے اور فرائض کے بعد (نوافل میں) سب سے افضل نماز رات کی نماز (یعنی تہجد) ہے۔

خود فیصلہ کیجیے

میرے بھائیو! غور تو کیجیے، اس حدیث میں اس مہینہ کو ''شهر الله'' یعنی اللہ تعالیٰ کا مہینہ کہا گیا ہے اس مبارک مہینے میں اگر سنت کی فضیلت ہے تو بدعت کا گناہ بھی بہت بڑا ہوگا۔

دیکھیے! آپ ﷺ کس عمل کی فضیلت بیان فرما رہے ہیں؟......حلیم کے لیے بھیک مانگنے اور روزہ چھوڑ کر حلیم کھانے اور کھلانے کی......یا......روزہ رکھنے کی؟ خود فیصلہ کیجیے اور اپنے عمل پر غور کیجیے کہ ہم کس کے دین وشریعت کو اپنا اور پھیلا رہے ہیں؟

﴿حدیث نمبر ۳﴾........ قال رسول الله ﷺ ثلث من كل شهر ورمضان الى رمضان فهذا صيام الدهر كله صيام يوم عرفة احتسب على الله ان يكفر السنة التى قبله والسنة التى بعده وصيام يوم عاشورآء احتسب على الله ان يكفر السنة التى قبله، رواه مسلم. (مشكوة صـ ۱۷۹، ط: قديمى)

آپ ﷺ نے فرمایا: ہر ماہ تین روزے رکھنا اور ہر رمضان کو روزہ رکھنا (اتنا ثواب ہے جیسے اس نے) ہمیشہ کے لئے پوری زندگی روزے رکھے، اور یومِ عرفہ کا روزہ ایک سال گزشتہ، ایک سال پیوستہ (یعنی دو سالوں کے گناہوں) کا کفارہ ہے، اور یومِ عاشورہ کا روزہ

گزشتہ ایک سال (کے گناہوں) کا کفارہ ہے۔

فائدہ: گناہ سے صغیرہ گناہ مراد ہے، کہ ان روزوں سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

قارئین کرام! آپ ﷺ یومِ عاشورہ کے روزے کی ترغیب دے رہے ہیں کہ اس روزہ کو رکھو، تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے اور ہم اس کے برخلاف حلیم کے چکر میں نہ خود روزہ رکھتے ہیں اور نہ دوسروں کو رکھنے دیتے ہیں، سوچیے! حلیم کے چندے، بنانے، کھانے اور کھلانے سے ہم نے پیارے رسول ﷺ کی شریعت کی خدمت کی یا مخالفت؟ سنت پر چلے یا بدعت اور گمراہی پر۔

آیئے......ہم اپنی اَنا اور غرور سے توبہ کا اعلان کر کے آئندہ سنت پر عمل کا عزم کریں۔

ماہِ صفر

غلط عقائد و نظریات

سوال: لوگ ماہِ صفر کو منحوس سمجھتے ہیں اور عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس مہینہ میں بیماریاں اور مصیبتیں نازل ہوتی ہیں، کیا یہ خیال اور عقیدہ صحیح ہے؟

جواب: یہ خیال اور نظریہ اسلام سے قبل اہلِ عرب کا تھا جسے اسلام نے باطل کر دیا۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ (صفر) مشہور مہینہ ہے جو محرم اور ربیع الاول کے درمیان آتا ہے اور ان لوگوں کا گمان ہے کہ اس ماہ میں بکثرت مصیبتیں اور آفتیں نازل ہوتی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ماہِ صفر میں شریعتِ اسلامیہ نے نزولِ آفات کا انکار کیا ہے۔ (مومن کے ماہ و سال ص:۴۶)

﴿حدیث نمبر ۱﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ماہِ صفر میں بیماری، نحوست اور بھوت پریت وغیرہ کا کوئی نزول نہیں ہوتا۔

(صحیح مسلم بحوالہ مومن کے ماہ و سال ص:۴۴)

﴿حدیث نمبر ۲﴾ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بدشگونی اور ماہِ صفر کی نحوست کوئی چیز نہیں۔

(بخاری بحوالہ مومن کے ماہ وسال)

﴿حدیث نمبر ۳﴾ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیماری، شیطانی گرفت، ستاروں کی گردش اور نحوست کا ماہِ صفر سے کوئی تعلق نہیں۔ (صحیح مسلم بحوالہ مومن کے ماہ وسال)

سوال: من بشرنی بخروج صفر بشرته بالجنة کہ جو مجھے ماہِ صفر کے گزرنے کی بشارت دے گا میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا، یہ حدیث کیسی ہے؟

جواب: یہ انتہائی کمزور روایت ہے۔ اس کی وجہ سے ماہِ صفر کی نحوست پر استدلال کرنا اور مندرجہ بالا صحیح احادیث سے اعراض کرنا بڑا ظلم اور خطرناک گمراہی ہے۔

سوال: بعض علاقوں میں صفر کی آخری بدھ کو مٹھائیاں اور میٹھی روٹیاں خاص طریقہ سے کوٹ کر تقسیم کی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے یہ عمل آپ ﷺ کی صحت یابی کی وجہ سے کیا تھا، اس کی کیا حقیقت ہے؟ بعض لوگ یہ شعر بھی پڑھتے ہیں:

آخری چہار شنبہ آیا ہے — غسلِ صحت نبی نے پایا ہے

جواب: یہ غلط اور من گھڑت بات ہے۔ دوسرے چہار شنبوں (بدھ کے دنوں) کی طرح اس میں بھی کچھ ثابت نہیں۔ ایک استاد نے اپنے شاگرد کو ان اشعار میں اس کی حقیقت سمجھائی:

آخری چہار شنبہ ماہِ صفر — ہست چوں چہار شنبہ ہائے دیگر

نہ حدیثے درآں وارد — نہ درو وعید کرد پیغمبر

ترجمہ: ماہِ صفر کا آخری بدھ دوسرے بدھوں کی طرح ہے اس آخری بدھ سے متعلق نہ تو کوئی حدیث آئی ہے اور نہ ہی پیغمبر ﷺ نے اس کے بارے میں کوئی وعید سنائی ہے۔

ربیع الاول

محفلِ میلاد کا حکم

سوال: محفلِ میلاد کا حکم کیا ہے؟ خواتین کی باپردہ شرکت اور نعت خوانی کرنے اور نہ کرنے ہر دو صورت کا حکم کیا ہے؟

جواب: اس میں شک وشبہہ کی ادنی گنجائش بھی نہیں ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ عشق وعقیدت اور محبت عین ایمان ہے اور آپ ﷺ کی ولادت سے لے کر وفات تک زندگی کے ہر شعبہ کے صحیح حالات وواقعات اور آپ ﷺ کے اقوال وافعال کو پیش کرنا باعث نزول رحمت خداوندی ہے اور ہر مسلمان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کی زندگی کے حالات کو معلوم کرے اور ان کو مشعلِ راہ بنائے سال کے ہر مہینے میں اور ہر مہینے کے ہر ہفتے میں اور ہفتے کے ہر دن میں اور دن کے ہر گھنٹہ اور منٹ میں کوئی وقت ایسا نہیں کہ جس میں آپ ﷺ کی زندگی کے حالات بیان کرنا اور سننا ممنوع ہو، یہ بات محلِ نزاع واشکال نہیں ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا ربیع الاول کے مہینے کو مقرر کر کے اس میں میلاد منانا، محفل اور مجلس منعقد کرنا، جلوس نکالنا یا اسی مہینے اور اس میں خاص تاریخ کو مخصوص کر کے فقراء ومساکین کو کھانا کھلانا وغیرہ امور آنحضرت ﷺ اور حضرات ِصحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل خیر قرون سے ثابت ہیں؟ اگر ثابت ہیں تو کسی مسلمان کو اس میں پس وپیش کرنے کا ہرگز حق حاصل نہیں، کیونکہ جو کچھ انھوں نے فعلاً یا ترکاً کیا وہی دین ہے اور اس کی مخالفت بے دینی ہے۔

آپ ﷺ نبوت کے بعد تیئیس سال تک قوم میں زندہ رہے پھر تیس سال خلافتِ راشدہ کے گزرے ہیں پھر ایک سو دس ہجری تک حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور رہا ہے کم وبیش دو سو بیس برس تک تبع تابعین رحمہم اللہ تعالی کا زمانہ تھا، عشق ان میں کامل تھا، محبت ان میں زیادہ تھی، آنحضرت ﷺ کا احترام وتعظیم ان سے بڑھ کر کون کرسکتا ہے، ان سب کچھ کے باوجود

جس کا اہتمام نہ تو خود آپ ﷺ نے کیا نہ ہی تیس سالہ دورِ خلافتِ راشدہ میں کیا گیا نہ ہی ایک سو دس سالہ دورِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوا بلکہ چھ سو سال تک اس قسم کے جلسوں جلوسوں کا نام ونشان کہیں بھی مسلمانوں میں نہیں ملتا، لہٰذا یہ سب امور بدعت اور ناجائز ہیں جن سے اجتناب ہر مسلمان پر لازم ہے۔

(۲) تاریخِ ابن خلکان وغیرہ میں ہے کہ محفلِ میلاد کی بدعت سب سے پہلے ۶۰۴ھ میں موصل کے شہر میں ایک مسرف بادشاہ کے حکم سے ایجاد ہوئی جس کا نام مظفر الدین تھا (تفصیل کے لیے راہِ سنت ملاحظہ ہو)۔

لمحۂ فکریہ! سڑکوں کے کناروں پر جھنڈیاں اور بلب، قمقمے لگوا کر ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کرنے کو اسراف، فضول خرچی کے سوا ایک منصف مزاج مسلمان اور کیا سمجھ سکتا ہے؟ بازاروں میں لاؤڈ اسپیکر لگا کر رات دن نعتیں اور نظمیں پڑھنا کیا توہین نہیں؟

الحاصل : اصل اور اہم چیز آپ ﷺ کی سیرت طیبہ ہے اسی سیرت کو منوانے کے لیے ہجرت، جنگِ بدر، احد، احزاب وغیرہ ہوئیں اور آپ ﷺ کا مبارک خون بہا، دانت مبارک شہید ہوئے نہ کہ میلاد منوانے کے لیے، لہٰذا سال کے ہر مہینہ اور دن میں سیرتِ طیبہ کی مجالس اور اپنانے کا اہتمام ہر مسلمان پر لازم ہے۔

ماہِ رجب

کونڈوں کا حکم

کونڈوں کی مروجہ رسم دشمنانِ صحابہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر اظہارِ مسرت کے لئے ایجاد کی ہے۔ ۲۲/ رجب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات ہے۔ (طبری۔ استیعاب) ۲۲/ رجب کا حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں، نہ اس میں ان کی ولادت ہوئی نہ ہی وفات، حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت ۸/ رمضان

۸۰ھ یا ۸۳ھ کی ہے اور وفات شوال ۱۴۸ھ میں ہوئی۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس رسم کو محض پردہ پوشی کے لئے حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ورنہ در حقیقت یہ تقریب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔

جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی، شیعہ مسلمانوں سے مغلوب وخائف تھے اس لئے یہ اہتمام کیا گیا کہ شیرینی اعلانیہ تقسیم نہ کی جائے تاکہ راز فاش نہ ہو، بلکہ دشمنانِ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خاموشی کے ساتھ ایک دوسرے کے ہاں جاکر اسی جگہ یہ شیرینی کھالی جائے جہاں اس کو رکھا گیا ہے اور اس طرح اپنی خوشی اور مسرت ایک دوسرے پر ظاہر کریں جب اسکا چرچا ہوا تو اسکو حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرکے یہ تہمت ان پر لگائی کہ انہوں نے خود اس تاریخ کو اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے۔حالانکہ یہ سب من گھڑت ہے،مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم نہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی حقیقت سے آگاہ کرکے اس سے بچانے کی کوشش کریں۔

۲۷ رجب کا روزہ

(۱) اس کا ثبوت نہیں۔

(۲) کئی احادیث وآثار سے اس کی ممانعت آئی ہے۔

(۳) جن بعض روایات میں اس روزے کی فضیلت کا ذکر ہے وہ ضعیف اور نا قابلِ عمل ہیں۔

(۴) اس میں مذہبِ شیعہ کی تائید ہے کیونکہ وہ ابتداء وحی اور معراج کو یقینی طور پر ''۲۷'' رجب کو سمجھتے ہیں، جبکہ یہ غلط ہے۔

شبِ معراج اور اس سے متعلق چند غلط نظریات

(۱) ۲۷ رجب کو یقینی طور پر شبِ معراج سمجھا جاتا ہے، جبکہ یہ صحیح نہیں۔

(۲) اس کو عبادت کی رات سمجھی جاتا ہے۔

(۳) اس میں عبادت کی مخصوص صورتوں کی تعیین کی جاتی ہے، جبکہ یہ دونوں غلط ہیں۔
پہلی بات: اسکے غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ شبِ معراج کے واقعہ میں کئی قسم کے اختلافات ہیں۔
(۱) مَبدأمیں اختلاف: اس میں پانچ اقوال ہیں:
☆ آپ ﷺ کے گھر سے معراج شروع ہوا
☆ اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے شروع ہوا
☆ حرم سے شروع ہوا
☆ قریب حجر اسود سے شروع ہوا
☆ بین المقام والزمزم سے شروع ہوا
(۲) سال اور اسکے اجزاء میں اختلاف: اس میں تقریباً چھتیس اقوال ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں:
☆ قبل البعثہ ☆ بعد البعثہ ☆ ایک سال چھ ماہ کے بعد
☆ سن ۵ نبوی ☆ سن ۶ نبوی ☆ پانچ سال بعد
☆ دس سال بعد ☆ دس سال تین ماہ بعد ☆ قبل الھجر ۃ
☆ بعد الھجر ۃ
(۳) ماہ میں اختلاف: اسمیں آٹھ اقوال ہیں:
☆ محرم ☆ ربیع الاول ☆ رجب ☆ رمضان
☆ شوال ☆ ذی القعدہ ☆ ذی الحجۃ ☆ ۲۷ ربیع الآخر
☆ ۲۷ رجب ☆ ۱۷ رمضان ☆ ۲۷ شوال
(۴) تاریخ میں اختلاف: اس میں نو سے زائد اقوال ہیں:
☆ ۱۲ ربیع الاول ☆ ۱۷ ربیع الاول ☆ ۱۷ ربیع الآخر ☆ ۲۷ ربیع الآخر

☆۲۷رجب ☆۱۷رمضان ☆۲۷رمضان ☆۲۷شوال

(۵) دن میں اختلاف: اس میں تین اقوال ہیں :

☆ جمعہ ☆ ہفتہ ☆ پیر

یاد رکھیے! ان اقوال میں سے کسی کے لئے کوئی وجہ ترجیح نہیں۔ اور نہ ہی ان میں سے کوئی قول کسی صحیح اور مضبوط دلیل پر مبنی ہے۔ سب تخمینے اور اندازے ہیں۔

اشکال : اتنا اہم واقعہ...... پھر اختلاف کیوں؟

جواب : چونکہ اس تاریخ کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ تھا اس وجہ سے نہ تو آپ ﷺ نے اسے اہتمام سے بتایا اور نہ ہی حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا...... بلکہ موجبِ فساد و بدعات ہونے کی وجہ سے اس کو فراموش کر دیا۔

اشکال: ۲۷ رجب کی شہرت کی وجہ کیا ہے؟

جواب : یہ روافض اور شیعہ کا اثر ہے چونکہ وہ اس تاریخ کو مبدأ وحی اور تاریخِ معراج یقیناً سمجھتے ہیں جیسا کہ ان کی کتاب ''تحفۃ العوام'' میں ہے۔ انہوں نے مسلمانوں میں بھی انتہائی چالاکی اور عیاری سے اس نظریہ کو پھیلایا اور اس میں کامیاب ہوئے۔

دوسری بات کی تردید: چونکہ شرعاً اس میں کوئی عبادت نہیں اس لئے اس کی تخصیص بدعت ہوگی۔

تیسری بات کی تردید: جب اس رات میں کوئی خاص عبادت ثابت نہیں تو عبادت کے مخصوص طریقے اور قسمیں بطریقِ اولیٰ غیر ثابت اور بدعت ہوں گے۔

حلیم اور حلوے وغیرہ طعام کے ایصالِ ثواب کے لئے محرم و ربیع الاول کی تخصیص بدعت ہے

حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ اس عنوان سے متعلق ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں : اس کام (یعنی طعام کے ایصالِ ثواب) کے لئے وقت، دن اور مہینہ مقرر کرنا بدعت ہے، البتہ اگر (شرع میں) کسی وقت میں عمل پر زیادہ ثواب وارد ہو جیسے رمضان کا مہینہ ہے کہ اس میں مؤمن کے عمل کا ثواب ستر گنا زیادہ ہو جاتا ہے، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس لیے کہ حضور ﷺ نے اس کی ترغیب دی ہے، بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر وہ چیز جس کی ترغیب اور وقت کی تعیین صاحب شرع ﷺ سے ثابت نہ ہو، وہ فعل عبث ہے اور سرورِ عالم ﷺ کی سنت کے خلاف ہے اور خلافِ سنت کام حرام ہوتا ہے، لہٰذا یہ ہرگز جائز نہ ہوگا۔ اگر کسی کا دل صدقہ کرنا چاہتا ہے تو وہ بدونِ تعیین ہر دن مخفی صدقہ کرے تا کہ ریا و نمود اور شہرت سے بچا رہے۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۹۳، بحوالہ المنہاج صفحہ ۱۶۹)

ایصالِ ثواب کی صحیح صورتیں

ایصالِ ثواب کی صحیح صورتیں دو ہیں۔

(۱) ماہ ، تاریخ اور دن کی تعیین و تخصیص کے بغیر نقد رقم کسی کارِ خیر میں لگا دی جائے یا کسی مسکین کو دے دی جائے، اس کے صحیح اور افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نقد سے مسکین ہر ضرورت پوری کر سکتا ہے اور مستقبل کی ضرورت کے لیے رکھ بھی سکتا ہے۔ نیز یہ صورت ریا و نمود سے پاک ہے، حدیث میں ہے کہ مخفی صدقہ دینے والے کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ عنایت فرمائیں گے۔

(۲) مسکین کی حاجت کے مطابق اسے صدقہ دیا جائے ، کپڑے کی ضرورت ہے تو کپڑا، دوا کی حاجت ہے تو دوا اور اگر کھانے کی حاجت ہے تو کھانا دیا جائے۔

﴿تعمیر معاشرہ﴾

ہمارے جامعہ میں اس شعبے کا قیام اس عظیم مقصد کے لئے کیا گیا ہے تا کہ عام مسلمانوں کو مستند کتابوں اور کیسٹوں کے ذریعے صحیح عقائد اور اعمال سے روشناس کرا کے، ان کو باطل نظریات اور اعمال سے بچایا جائے۔ اور عین اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گزار کر اللہ تعالی کے فضل سے وہ جنت کے حقدار بن جائیں اور جہنم سے چھٹکارا پائیں۔

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا :

و اللہ لأن یھدی اللہ بک رجلاً خیر لک من أن یکون لک حمر النعم(البخاری ۱/۴۲۲)

ترجمہ: اللہ تعالی کی قسم! البتہ یہ بات کہ اللہ تعالی آپ کے ذریعے کسی شخص کو ہدایت دے، یہ آپ کے لئے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بہتر ہے۔

اگر آپ ہمارے ساتھ مل کر اس شعبہ میں امت کی خیر خواہی کا کام کرنا چاہتے ہیں تو ان صورتوں کو اختیار کر سکتے ہیں : (۱) صراطِ مستقیم کورس (ہر اتوار کو بعد نمازِ مغرب جامعہ کی مسجد میں آدھے گھنٹے کا ایک کورس کرایا جاتا ہے، جس میں فرقِ باطلہ سے متعلق عوام کو ضروری معلومات دی جاتی ہیں اس) میں خود شرکت کرنا اور دوسروں کو شرکت کی دعوت دینا، (۲) اپنے محلّہ میں کچھ وقت

حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب دامت برکاتہم کی چند کتابیں

- پانچ مسائل (متعلق بریلویت)
- غیر مقلدین کا اصلی چہرہ ان کی اپنی تحریرات کے آئینہ میں
- تراویح، فضائل، مسائل، تعداد رکعت
- حیلۂ اسقاط اور دُعا بعد نمازِ جنازہ
- اولاد اور والدین کے حقوق
- قربانی اور عیدین کے ضروری مسائل
- امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت کے دلچسپ واقعات
- احکام حیض ونفاس واستحاضہ مع حج وعمرہ میں خواتین کے مسائل مخصوصہ
- درس ارشاد الصرف
- طلاق ثلاث
- منفرد اور مقتدی کی نماز اور قرآءۃ کا حکم
- خواتین کا اصلی زیور ستر اور پردہ ہے
- عباد الرحمٰن کے اوصاف
- استشارہ (مشورہ) واستخارہ کی اہمیت
- آٹھ مسائل
- اصلی زینت

ناشر جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مدنی کالونی، گریکس ماری پور، ہاکس بے روڈ، کراچی

فون: 021-38259811 موبائل: 0333-2226051